Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 01, January-March 2025, **PP**: 61-71
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

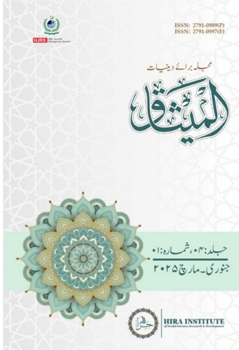

خواتین کے حوالے سے اظہارِ جذبات میں رسول اللہ ﷺ کا اسوہ

The Way of Expression of the Holy Prophet (ﷺ) Regarding Females

1. Dr. Shaista Jabeen shaista.sadhana@gmail.com	*Assistant Professor, Government Graduate College for Women Jhang Sadar.*
2. Dr. Ayesha Tariq ayesha.tariq.skg@gmail.com	*Assistant Professor, Khayaban E Sir Syed College for Women Rawalpindi.*

How to Cite: Dr. Shaista Jabeen and Dr. Ayesha Tariq. 2025: "The Way of Expression of the Holy Prophet (ﷺ) Regarding Females". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (01): 61-71.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
19-02-2025	05-03-2025	15-03-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

Publisher

HIRA INSTITUTE of Social Sciences Research & Development

خواتین کے حوالے سے اظہارِ جذبات میں رسول اللہ ﷺ کا اسوہ

The Way of Expression of the Holy Prophet (ﷺ) Regarding Females

1. **Dr. Shaista Jabeen**
Assistant Professor, Government Graduate College for Women Jhang Sadar.
shaista.sadhana@gmail.com

2. **Dr. Ayesha Tariq**
Assistant Professor, Khayaban E Sir Syed College for Women Rawalpindi.
ayesha.tariq.skg@gmail.com

Abstract

Emotions are the essential part of human nature. Without being emotional or sentimental one cannot enjoy a normal life. According to the Psychologists emotions are actually the feelings of human beings as the emotions are the response of our feelings. If one is feeling happy, he will be glowing and his facial expressions will tell the story of his inner feeling of happiness. On the other hand, if someone is feeling sad, he will be down and lazy and one can guess his feelings through his face and body language. According to the Researchers females are more emotional than men. They have deep feelings down of observing even the minor details of incidents which will not be bothered by men. They are different in this way because they are strong in feelings and emotions. Another interesting thing about females is that they didn't like to express their feelings and often expects others to understand them without their expression. The Holy Prophet ﷺ being the mentor of humanity paid special intention towards this weakness of female nature and always tried to comfort them in every way possible. This article will deal with the different examples of *Uswa E Ḥasnah* regarding taking care of female emotions. Examples will be collected from the *Aḥādīth* and the books of *Sīrah*.

Keywords: *Female, Emotions, Expression, Uswa E Ḥasnah, Care.*

موضوع کا تعارف

بطور انسان ہم سب کو مختلف اقسام کے جذبات اور کیفیات عطا ہوئی ہیں، جو زندگی کے مختلف معاملات میں ہماری ابلاغ کی صلاحیتوں کا اظہار کرتی ہیں۔ اگر الفاظ کے ساتھ جذبات اور کیفیات کا ملاپ ہو جائے تو اس سے ابلاغ کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے۔ ہم میں سے ہر ایک کو اپنے ذاتی تجربات کی بنیاد پر احساسات اور جذبات کا کچھ نہ کچھ علم ہے۔ کسی کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ غصہ، خوف، تعریف، تحسین، تکریم اور خوشی وغیرہ کی کیفیات زندگی کا لازمی جزو ہیں۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ ایسی کیفیات کا ہماری زندگی کا رخ متعین کرنے میں کتنا دخل ہے۔ جذبات کے بغیر انسان کی زندگی میں کوئی رونق نہیں، کوئی رنگین واقعہ، کوئی دلفریب تجربہ، کوئی تلاطم پیدا کرنے والا حادثہ جذبات کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ ایسی زندگی کس حد تک بے رنگ ہو گی جس میں کسی سے محبت ہو نہ نفرت، خوشی ہو نہ غم کا احساس، نہ کسی بات پر سراہا جائے اور نہ ہی کسی موقع پر عزت و احترام کا مظاہرہ کیا جائے، ایسی مشینی زندگی جس میں کوئی اُتار چڑھاؤ ہی نہ ہو اس سے کوئی کیا لطف کشید کر سکتا ہے۔ انسانی زندگی میں مختلف جذبات اللہ تعالیٰ نے پیدا ہی اس زندگی کو خوبصورتی سے محسوس کرنے اور برتنے کو کئے ہیں تاکہ انسان ہر جذبے کا مختلف رخ سے تجربہ کر سکے اور زندگی کا لطف اُٹھا سکے۔

جذبات کی تعریف

انسان کے قلبی، ذہنی و فکری عمل اور نتیجے میں ظاہر ہونے والے کردار اور رویوں کو نفسیات کا نام دیا جاتا ہے جس کے بعض

پہلوؤں کو جذبات کہتے ہیں۔ جذبات جذبہ کی جمع ہے۔ یہ لفظ عربی سے اردو زبان میں آیا ہے جس کے معنی کسی چیز کو اپنی طرف کھینچنے کے ہیں۔ یہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جذبات اس وقت مؤثر ہوتے ہیں جب مختلف اندرونی و بیرونی عوامل انسان کے لاشعور کو اپنی جانب کھینچتے ہیں اور وہ اپنا ظاہری عمل چھوڑ کر ان عوامل کے اثر میں آجاتا ہے۔ انسان کا دل جذبات کا مرکز ہوتا ہے، تمام جذبات یہاں ہی پیدا ہوتے اور پھلتے پھولتے ہیں۔ [1]

جذبے کی تعریف کے لئے ہر زبان میں متعدد الفاظ موجود ہیں۔ غصہ، خوف، خوشی، محبت، نفرت وغیرہ جیسے الفاظ جذبے کی ہی کسی نہ کسی کیفیت کا نام ہیں۔ یہ اصطلاح نہ صرف ہمارے ادب میں مستعمل ہے بلکہ عوام الناس بھی اس سے بخوبی آگاہ ہیں۔ جذبہ، نفسیاتی اصطلاح میں ایسے ناقابلِ ضبط احساسات کو کہتے ہیں جن کے ساتھ متعدد جسمانی تغیرات بھی پیدا ہوتے ہیں جو کردار کا رخ متعین کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ جذبے اور تحریکی عمل میں کوئی فرق نہیں ہے، دونوں ہی ہیجانی کیفیات ہیں اور دونوں ہی فعالیت کو تحریک میں لانے اور اسے انجام تک پہنچانے کا باعث ہیں۔ [2]

کچھ نفسیات دان جذبے کی تعریف ایک جملے کی صورت نہیں کرتے بلکہ جذبے کو واقعات کا ایک پیچیدہ سلسلہ قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ پلچک کہتا ہے کہ جذبے کی ابتداء کسی مہیج سے ہوتی ہے۔ یہ مہیج پھر کسی وقوف یا خیال کی پیدائش کا باعث بنتا ہے۔ اس سے کئی طرح کے احساسات ظاہر ہوتے ہیں جنہیں جذبہ کہا جاتا ہے۔ مہیج وقوفی کیفیت اور احساس فعل کا نام ہے مثلاً خوف کی صورت میں مہیج کسی خطرے کی موجودگی ہے، جس سے انسان باخبر ہو کر خوف میں مبتلا ہو جاتا ہے اور پھر اس سے بچاؤ کی تدابیر کرتا ہے۔ اس کے علاوہ غم کی صورت میں کسی عزیز کی موت سے انسان اپنے آپ کو تنہا سمجھ کر اپنے غم کا اظہار رونے سے کرتا ہے تاکہ اس کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔ [3]

جذبے کا اظہار کردار کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ کرداری ردعمل دو طرح کا ہے:

- ایک اس کی ظاہری شکل ہے جیسے غصے، غم اور خوشی کی کیفیات کا اثر چہرے کی رنگت پر پڑتا ہے جس سے دوسرا شخص بھی اس جذبے کو تاثرات کی مدد سے پڑھ سکتا ہے۔ دوسرا یہ ردعمل کسی خاص فعل کی صورت میں بھی پیدا ہوتا ہے، جیسے غصے کی حالت میں کسی کو مارنے کی کوشش کرنا یا چیزیں اٹھا اٹھا کر پھینکنا اور خوف کی حالت میں جسم پر کپکپی طاری ہو جانا اور وہاں سے فرار کی کوشش کرنا، یہ سب جذبات کی ظاہری شکلیں ہیں۔
- جذبے کی دوسری قسم کا ردعمل داخلی یا فعلیاتی تغیرات کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، شدید جذبوں میں تو ایسا ردعمل بہت ہی نمایاں ہوتا ہے جیسے دل کا زور زور سے دھڑکنا، پسینہ آنا، رونگٹے کھڑے ہو جانا، دوران خون کا اتار چڑھاؤ اور آنکھوں کی پتلی کا سکڑنا وغیرہ عام ہے۔ [4]

خواتین کے حوالے سے اظہارِ جذبات: اسوہ حسنہ کے تناظر میں

نبی کریم ﷺ کے اخلاق کے بلاشبہ کئی پہلو ہیں جن کا شمار مشکل ہے، کیوں کہ انسانی فہم و ادراک محدود ہے اور وہ ایک حد تک ہی کسی چیز کا فکر و فہم حاصل کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ کے اخلاق عالیہ کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ ہر رشتے، ہر تعلق اور ہر انسان کے جذبات کا خیال کرنے والے تھے۔ آپ ﷺ کی مبارک زندگی ہمہ جہت اور ہمہ پہلو ہے جس میں انسانی جذبات کی عکاسی بھی حد درجہ نمایاں ہے۔ آپ ﷺ کے سینہ مبارک میں ایک حساس دل دھڑکتا تھا جو مختلف مواقع پر جذبات و احساسات کا اظہار کرنے میں کوئی جھجک ظاہر نہیں کرتا تھا۔ غزوہ احد کے بعد جب وادی بطن میں آپ ﷺ کو اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی مثلہ شدہ لاش نظر آئی تو آپ ﷺ شدت جذبات سے پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ انسانی فطرت ہے کہ دکھ درد، تکلیف پریشانی اور زندگی کے اتار چڑھاؤ میں اس

کے احساسات کو جھٹکے لگتے رہتے ہیں اور وہ ان کے تحت رد عمل کا اظہار کرتا ہے۔ آپ ﷺ کی طبع نازک پر بھی مختلف واقعات اسی طرح اثر انداز ہوتے تھے۔ ایک عام انسان اور نبی کے ارفع مقام کے درمیان جو امتیاز ہے، اسے تسلیم کر لینے کے باوجود اس امر سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ نبی چونکہ نوع بشری کی رشد و ہدایت کے لئے مامور ہوتا ہے اس لئے اس کا تعلق بنی نوع انسان ہی سے ہوتا ہے اور وہ انسانی داعیات کے ساتھ ہی انسانی معاشرے کے اندر اپنے مقدس مشن کی تکمیل کے لئے کوشاں رہتا ہے۔ غم کے لمحات میں وہ دل گرفتہ اور بے چین ہوتا ہے۔ خوشی کے موقع پر اس کا دل راحت و آسودگی محسوس کرتا ہے، اعدائے دین کی چیرہ دستیاں اور دل آزاریاں اور راہ حق سے انحراف کے لئے ان کی ہٹ دھرمیاں اسے مغموم و رنجیدہ کرتی ہیں۔ رفقاء کی کوتاہیوں پر وہ ناگواری کا اظہار کرتا ہے اور ان کی کامرانیوں پر مسرور ہوتا ہے۔ الغرض بھوک، پیاس، علالت، عزیزوں دوستوں کی وفات، زندگی کے یہ تمام نشیب و فراز، پریشانیاں، ایسے اسے دوسرے انسانوں کی طرح ہی متاثر کرتے ہیں۔ گو ان اثرات کے ہجوم میں وہ کوئی ایسی حرکت نہیں کرتا جو اس کے عظیم مرتبے سے فروتر ہو۔ وہ ان حوصلہ شکن حالات میں بھی سیرت و کردار کا اعلیٰ نمونہ پیش کرتا ہے اور اس مثالی طرز عمل کا اظہار کرتا ہے جس کا حکم اسے مالک کائنات نے دیا ہے۔ چنانچہ وہ خوشی کے موقع پر تو خوش ہوتا ہے مگر لعب و لہو میں مبتلا ہونے کی بجائے اپنے خالق کے سامنے سجدہ شکر بجالاتا ہے جس نے اس کے لئے مسرت و شادمانی کا سامان پیدا کیا۔ اسی طرح وہ دکھ اور مصائب میں رنجیدہ خاطر تو ہوتا ہے مگر کسی قسم کا احتجاج نہیں کرتا بلکہ اس قادر مطلق کی طرف رجوع کرتا ہے جو ناخوشگوار حالات پیدا کرنے اور تنگی کو فراخی میں بدلنے کی پوری قدرت رکھتا ہے۔[5]

انسانیت کا کوئی تصور بھی ہم جذبات کو الگ رکھ کر نہیں کر سکتے۔ آپ ﷺ میں بھی انسانی جذبات بہترین اسلوب پر کارفرما تھے۔ آپ ﷺ بہت ہی صاحبِ احساس ہستی تھے جن کا دل لوگوں کے مسائل اور حال احوال کے مطابق دھڑکتا تھا۔ یہ دل حساس جب اپنے خدا کے حضور راز و نیاز کر رہا ہوتا تو ایسی حالت میں بھی بسا اوقات پلکوں پر موتی چمکنے لگتے۔ یہ رقت ان جذبات ہمدردی و شفقت کا سرچشمہ تھی جو آپ ﷺ کو ساری انسانیت سے تھی۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایک حساس اور نرم دل سے نوازا تھا جو ہر کسی کی تکلیف کا خیال کرنے والا تھا۔ اس احساس و خیال میں آپ ﷺ کسی کے مقام و مرتبہ یا مذہب اور رنگ و نسل کی تفریق کے قائل نہ تھے۔ مدینہ منورہ میں مختلف مواقع پر غزوات و سرایا میں آنے والے قیدیوں میں مرد و خواتین شامل ہوتے تھے جو مسلمانوں کی تحویل میں دے دیئے جاتے تھے تاکہ ان کی دیکھ بھال ہوتی رہے۔ ان میں شامل بے سہارا خواتین اگر اپنا کوئی کام کروانے آپ ﷺ کے پاس آجاتیں تو آپ ﷺ بلا تامل ان کے ساتھ چل پڑتے اور ان کا کام مکمل کروا کر واپس لوٹتے۔ مسند احمد کی ایک روایت میں ہے کہ اگر کوئی بے سہارا باندی خواہ وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہوتی، اگر آپ ﷺ کے پاس آجاتی تو آپ ﷺ اس کا کام بھی کر دیا کرتے تھے۔[6]

ایک روایت میں بیان ہوا ہے کہ ایک بار ایک دماغی لحاظ سے ایک غیر متوازن خاتون آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئی اور آپ ﷺ کو اپنے ساتھ چلنے پر اصرار کرنے لگی۔ آپ ﷺ اس کے ساتھ چل پڑے، وہ آپ ﷺ کو مدینہ کی مختلف گلیوں میں پھراتی رہی اور جب تک اس نے مطمئن ہو کر آپ ﷺ کو واپس جانے کا عندیہ نہیں دیا، آپ ﷺ اس کے ساتھ پھرتے رہے۔

اولاد کے لئے والدین کی بے لوث خدمات، شفقت، خود پر ترجیح جیسے احسانات کے بدلے میں ان کی تعظیم و تکریم، حسن سلوک کے مطالبات اور تقاضوں سے آپ ﷺ سے بڑھ کر کون واقف ہو سکتا تھا۔ آپ ﷺ نے اپنے والدین، رضاعی والدین، اپنے خاندان کے بزرگ خواتین و حضرات کے احسانات کے صلے کے طور پر بطور بیٹا جن جذبات و احساسات کا اظہار کیا، جس طرح ان کے مقام و مرتبہ

کا لحاظ کیا، ان کی نیکیوں اور حسن سلوک پر اپنی ممنونیت کا مظاہرہ کیا اور ان کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کا معاملہ کر کے ان کی خوشی کا سامان کرتے رہے وہ بہت متاثر کن ہے۔ نبی کریم ﷺ کی والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا اگرچہ آپ ﷺ کی عمر مبارک کے چھٹے سال ہی اللہ کو پیاری ہو گئی تھیں اور آپ ﷺ کو ان کی خدمت، ان کے ساتھ حسن سلوک اور ان کے احسانات کے شکریے کا موقع میسر نہ ہو سکا تھا۔ تاہم اکلوتے اور ساری دنیا سے منفرد و ممتاز بیٹے کے لئے ان کی نیک تمنائیں، دعائیں اور محبت بھرے جذبات تاحیات ذہن پر نقش رہے۔ تاریخ کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے لڑکپن، جوانی اور کہولت کے زمانے میں خانگی و کاروباری مصروفیات اور اعلان نبوت کے بعد دعوتی سرگرمیوں کے باعث کوئی پچاس سال والدہ کی قبر مبارک پر حاضر نہیں ہو سکے۔[7]

ابن سعد اور ابن کثیر کے مطابق حدیبیہ 6 ہجری کے سفر میں آپ ﷺ ابواء کے مقام سے گزرے تو اپنی والدہ کی قبر کی بھی زیارت کی۔ اس موقع پر آپ ﷺ پر شدید رقت طاری ہو گئی، اپنے محبوب نبی ﷺ کو روتا دیکھ کر صحابہ کرام بھی بے قراری سے رونے لگے۔ عینی شاہدین کے مطابق اس وقت آپ ﷺ اپنی والدہ محترمہ کی یاد میں جتنا روئے اس قدر آپ ﷺ کو پھر کبھی روتے نہیں دیکھا گیا۔ اس رقت آمیز منظر کے ختم ہونے کے بعد اس قدر رونے کی وجہ پوچھی گئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

ادرکتی رحمتها فبکیت۔[8]

مجھے ماں کی محبت و شفقت یاد آ گئی تو میں رو پڑا۔

فطری انسانی لطیف جذبات کی جھلک اس وقت اپنے عروج پر نظر آتی ہے جب آپ ﷺ کی والدہ محترمہ بی بی آمنہ جو محض آپ ﷺ کی عمر مبارک کے چھٹے برس داغ مفارقت دے گئیں اور آپ ﷺ دوران سفر ایک مٹی ہوئی پرانی قبر پر تشریف لے جاتے ہیں اور آپ ﷺ پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور زار و قطار روتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ میری ماں کی قبر ہے۔[9]

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی والدہ محترمہ کی خادمہ تھیں، وہ اس سفر میں جس میں سیدہ آمنہ کا انتقال ہوا، آپ ﷺ کے ہمراہ تھیں، وہ آپ ﷺ کو مکہ مکرمہ واپس لائیں۔ آپ ﷺ کے دادا جان نے انہیں آپ ﷺ کی حفاظت اور کھانے کی ذمہ داری دی۔ ام ایمن آپ ﷺ کی خادمہ بھی تھیں اور ماں بھی۔ وہ ہر وقت آپ ﷺ کو اپنے ساتھ لئے پھرتیں۔ انہیں آپ ﷺ سے بے حد اُنس تھا۔ آپ ﷺ کی بڑی خاطر اور خدمت داری فرماتیں۔ ان کی خدمات اور بے لوث محبت کی وجہ سے آپ ﷺ نے فرمایا:

ام ایمن امی بعد امی۔[10]

میری حقیقی ماں کے بعد ام ایمن میری دوسری ماں ہیں۔

ان کی مالی مدد بھی فرماتے اور جب ان کو دیکھتے تو ان کی دلجوئی اور عزت افزائی کے لئے فرماتے:

هذه بقية اهل بيتی۔[11]

میری اہل بیت میں سے اب یہی باقی رہ گئی ہیں۔

سیرت و تاریخ کی کتابوں کے مطابق عرب کے رواج کے مطابق آپ ﷺ کی رضاعت کی سعادت قبیلہ بنو سعد کی سیدہ حلیمہ سعدیہ کے حصے میں آئی۔ انہوں نے اپنے رضاعی بیٹے کے ظاہری و باطنی حسن، حسین و منفرد اداؤں کو دیکھتے ہوئے ان کی خدمت اور دیکھ بھال میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی اور اپنی اولاد کی مانند انہیں پیار دیا۔[12]

اپنی رضاعی والدہ کی اس محبت کو آپ ﷺ نے ہمیشہ یاد رکھا اور جب کبھی بھی وہ تشریف لائیں تو کمال احترام کے ساتھ ان کی خدمت فرمائی۔ ابن سعد اور دیگر سیرت نگاران نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے کہ ایک بار سیدہ حلیمہ اس

وقت آپ ﷺ کے پاس آئیں جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کی شادی ہو چکی تھی۔ انہوں نے قحط سالی کی وجہ سے اپنی تنگ دستی کا ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے ان پریشان کن حالات کا ذکر بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے خوشی سے آپ ﷺ کی رضاعی والدہ کو چالیس بکریاں اور سواری کے لئے ایک اونٹ عطا فرمایا اور انہیں عزت و احترام سے واپس روانہ کیا۔[13] اسی طرح ایک صحابی حضرت ابو الطفیل رضی اللہ عنہ اپنا چشم دید واقعہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو جعرانہ کے مقام پر گوشت تقسیم کرتے دیکھا۔ اس دوران ایک خاتون آئیں تو آپ ﷺ نے ان کے لئے زمین پر اپنی چادر مبارک بچھائی اور اس پر انہیں بٹھایا اور خود ادب و محبت سے دوزانو ہو کر ان کے سامنے تشریف فرما ہو گئے۔ میں نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ خاتون کون ہیں؟ تو انہوں نے کہا: یہ آپ ﷺ کی ماں ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا ہے۔[14] جب آپ ﷺ کو حضرت حلیمہ سعدیہ کے انتقال کی خبر ملی تو آپ ﷺ بہت مغموم ہوئے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے جس دن مکہ فتح کیا اور آپ ﷺ ابطح کے مقام پر موجود تھے کہ آپ ﷺ کے پاس سیدہ حلیمہ کی بہن آئیں، انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت میں چمڑے کا ایک برتن بطور ہدیہ پیش کیا جس میں تھوڑا سا پنیر تھا اور ساتھ ایک گھی کا برتن بھی۔ آپ ﷺ نے ان سے اپنی رضاعی والدہ کی خیریت دریافت فرمائی تو انہوں نے بتایا کہ وہ اللہ کو پیاری ہو چکی ہیں۔ یہ خبر سن کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے۔[15]

غزوہ حنین میں قید بنو ہوازن کے رہا ہونے والے قیدیوں میں سے ایک خاتون کو آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں لایا گیا کہ وہ آپ ﷺ کی بہن ہونے کا دعویٰ کر رہی تھیں۔ انہوں نے آپ ﷺ کو یاد دلایا کہ وہ آپ ﷺ کی رضاعی بہن ہیں تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ تم میری بہن ہو، اس پر انہوں نے یاد دلایا کہ میری پیٹھ پر دانت کاٹنے کا ایک نشان ہے جو آپ ﷺ نے طفلانہ اور برادرانہ شوخی و محبت میں کاٹا تھا جبکہ میں آپ ﷺ کو اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے تھی، آپ ﷺ کو یہ نشانی یاد آگئی تو انہیں خوش آمدید کہا، گرمجوشی سے ان کے لئے اپنی چادر بچھا کر انہیں بٹھایا۔ آپ ﷺ نے انہیں اختیار دیا کہ وہ اگر مدینہ منورہ چلنا چاہیں تو آپ ﷺ ان کی کفالت کریں گے اور اگر وہ اپنے قبیلے واپس جانا چاہیں تو انہیں عزت و اکرام سے رخصت کیا جائے گا۔ انہوں نے واپس جانے کا عندیہ دیا تو آپ ﷺ نے کثیر ہدایہ کے ساتھ انہیں حفاظتی دستے کی معیت میں روانہ کرنے کا اہتمام فرمایا اور یوں اپنی رضاعی بہن کی عزت و تکریم اور صلہ رحمی کا حق ادا کیا۔

حضرت ثویبہ نبی کریم ﷺ کے چچا ابولہب کی مملوکہ باندی تھیں۔[16] انہوں نے آپ ﷺ کو سیدہ حلیمہ کے سپرد کیے جانے سے قبل چند دن تک اپنا دودھ پلا کر آپ ﷺ کی رضاعی والدہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ آپ ﷺ نے ان کے اس احسان کا ہمیشہ پاس رکھا اور رضاعی بیٹا ہونے کے ناطے ان کی خبر گیری کا فرض ادا فرماتے رہے۔ غزوہ خیبر سے واپسی پر جب آپ ﷺ کو ان کے انتقال کی خبر ملی تو آپ ﷺ کو بہت صدمہ ہوا اور غمگین ہو گئے۔[17]

جب آپ ﷺ کے دادا جان کا انتقال ہوا تو ان کی وصیت کے مطابق آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب کی کفالت میں آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ ساتھ ان کی زوجہ محترمہ سیدہ فاطمہ بنت اسد کے دل میں بھی آپ ﷺ کے لئے محبت و شفقت ڈال دی کہ دونوں میاں بیوی آپ ﷺ کو اپنی اولاد کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے اپنی چچی کی اس محبت و شفقت کو کبھی فراموش نہیں کیا۔ جب ان کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے اپنے قمیص میں انہیں کفن دیا (شرعی کفن کے نیچے بدن پر اپنی قمیص پہنوائی) اور خود قبر تیار کرائی۔ جب قبر تیار ہو گئی تو خود میں اس میں لیٹ گئے۔ خود نماز جنازہ پڑھائی اور ان کی مغفرت کے لئے دعا فرمائی۔ اس غیر معمولی اقدام پر لوگوں نے سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: چچا ابو طالب کے بعد ان سے بڑھ کر کوئی میرے ساتھ احسان کرنے والا نہیں تھا۔ بے شک میں نے اپنی

قمیص اس لئے پہنائی ہے کہ انہیں جنت کے جوڑوں سے کوئی جوڑا پہنایا جائے اور ان کی قبر میں اس لئے لیٹا ہوں کہ ان پر عذاب قبر اگر ہو تو ہلکا کر دیا جائے۔[18] اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: جب میری چچی فوت ہو گئیں تو کسی نے مجھے کہا کہ آپ ایک بوڑھی خاتون کی وفات پر اس قدر غم اور پریشانی میں کیوں مبتلا ہیں؟ تو میں نے کہا: جب میں اس گھر میں یتیم بچہ تھا تو وہی تھیں جو اپنے بچوں کو بھوکا رکھ کر مجھے کھلاتی تھیں۔ اپنے بچوں کو نظر انداز کر کے میرے سر میں تیل ڈالتیں اور کنگھی کرتی تھیں گویا وہ میری والدہ ہی کی جگہ تھیں۔[19]

غزوہ بدر کے قیدیوں میں آپ ﷺ کے داماد ابو العاص رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے اور اپنی اہلیہ کو مدینہ ہجرت کی اجازت نہیں دی تھی۔ جب ان اسیر ان کی فدیے کے بدلے رہائی کی تجویز منظور ہوئی تو آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر کی رہائی کے لئے وہ ہار بطور فدیہ بھیجا جو ان کی والدہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے انہیں رخصتی پر بطور تحفہ دیا تھا۔ اس ہار کو دیکھ کر آپ ﷺ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسو چھلک پڑے۔ یہ آنسو بیک وقت بہت سے جذبات کا مظہر تھے۔ ایک شفیق و محبت کرنے والے باپ کے دل پر بیٹی کی مفلسی اور احساس نے جہاں ضرب لگائی کہ بیٹی اپنی والدہ کا تحفہ دینے پر مجبور ہو گئی ہے، وہیں اپنی محبوب رفیقہ حیات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی مفارقت کا زخم بھی ہرا ہو گیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت کے نبوی جذبات و احساسات کی عکاسی ان الفاظ میں بیان فرماتی ہیں کہ: جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ہار کو دیکھا تو آپ ﷺ پر بڑی رقت طاری ہوئی اور آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے ابو العاص کو بلا فدیہ چھوڑنے کی اجازت طلب فرمائی۔ چنانچہ ابو العاص کو اس شرط پر رہا کیا گیا کہ وہ واپس جا کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا راستہ نہیں روکیں گے اور انہیں مدینہ آنے دیں گے۔[20]

نبی رحمت ﷺ کو اپنی ازواج سے جو تعلق خاطر اور محبت تھی اس کا عملی ثبوت یہ ہے کہ آپ ﷺ کا مستقل معمول رہا کہ نماز عصر کے بعد باری باری تمام ازواج مطہرات کے حجروں میں قدم رنجہ فرماتے اور تھوڑی تھوڑی دیر سب کے پاس رک کر حال احوال دریافت فرمایا کرتے تھے۔[21]

نبی اکرم ﷺ کی ازواج مطہرات بھی انسان اور انسانی جذبات و احساسات کی حامل تھیں، اپنے مزاج کے خلاف کوئی بات ہونے پر انہیں بھی غصہ آتا اور ناراض بھی ہو جایا کرتی تھیں۔ جب ایسی کوئی نوبت آ جاتی تو آپ ﷺ ان کے فطری جذبات کا احساس کرتے ہوئے ان کی تکرار اور کڑوی کسیلی باتیں بھی خندہ پیشانی سے برداشت کر لیتے اور ان کے ساتھ درگزر کا معاملہ فرماتے۔ اس کے باوجود آپ ﷺ کو اس امر کا شدت سے احساس رہتا کہ ازواج مطہرات سے کوئی حرکت سرزد نہ ہو جو اسلامی اخلاق و روایات کے خلاف ہو یا ان کے شایان شان نہ ہو۔ ایسے مواقع پر آپ ﷺ ان کو کوئی رعایت نہیں دیا کرتے تھے۔ عرب کے جاہلی معاشرے میں چونکہ بیویوں کو اس طرح کا باعزت اور باوقار مقام نہیں دیا جاتا تھا، اس لئے اللہ رب العزت نے اپنے آخری نبی ﷺ کے ذریعے عورت کے بطور بیوی مقام و مرتبے کو بھی واضح فرمایا۔

اولاد سے محبت، لاڈ پیار انسان کی جبلت کا تقاضا ہے۔ نبی کریم ﷺ بھی اسی انسانی فطرت کے حامل تھے۔ آپ ﷺ کی ذات بابرکات میں شفقت پدری کے جذبات موجزن تھے اور مختلف مواقع پر مختلف انداز میں آپ ﷺ نے ان جذبات و احساسات کا اظہار فرمایا۔ نبی کریم ﷺ کو اپنی تمام اولادوں سے محبت و الفت تو تھی ہی لیکن بی بی فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جو سب سے چھوٹی صاحبزادی تھیں، ان کے ساتھ محبت اور تعلق میں آپ ﷺ نے جن جذبات کا اظہار کیا، وہ بہت منفرد ہیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ اپنی ان صاحبزادی کے لئے بے تاب رہا کرتے تھے جس کا ثبوت یہ ہے کہ آنجناب ﷺ جب بھی کبھی مدینہ سے باہر سفر پر جانے لگتے تو سب سے آخر میں بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر ملاقات کے لئے تشریف لے جاتے اور جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو سب

سے پہلے بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں قدم رنجہ فرماتے، ان سے ملاقات کے بعد ازواج مطہرات کے ہاں تشریف لے جاتے۔[22] محدثین وسیرت نگاران کے مطابق سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا جب بھی اپنے والد محترم کے ہاں تشریف لاتیں تو آپ ﷺ ان کے احترام میں کھڑے ہو جاتے۔ ان کی پیشانی پر بوسہ دیتے اور انہیں اپنی نشست پر بٹھاتے۔ اسی طرح جب کبھی نبی کریم ﷺ اپنی صاحبزادی کے پاس تشریف لے جاتے تو بیٹی بھی اپنی جگہ سے اُٹھ کر ان کا استقبال کرتیں، ہاتھ پر بوسہ دیتیں اور اپنی نشست پر بٹھاتیں۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ بیمار ہوئے اور سیدہ فاطمہؓ آپ ﷺ کے پاس تشریف لائیں تو آنجناب ﷺ نے انتہائی نقاہت کے باوجود انہیں حسب معمول مرحبا کہا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔[23]

اہل بیت نبوت بھی انسانی جذبات واحساسات کے حامل تھے، اس لئے ان کے گھروں میں کبھی کبھار رنجش کی نوبت آجایا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کو حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ کے درمیان ایسے معاملے کا علم ہوا تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے اور دونوں کی ناراضگی ختم کرادی اور خوش وخرم باہر تشریف لائے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! جب آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے تھے تو آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ملال کے اثرات نمایاں تھے اور اب باہر تشریف لائے ہیں تو آپ ﷺ کا رخ روشن پر ہم خوشی ومسرت ملاحظہ کر رہے ہیں، اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا: میں کیوں خوش نہ ہوں جبکہ میں نے دو ایسے لوگوں کے درمیان صلح کرادی ہے جو میرے نزدیک سب سے محبوب ہیں۔[24]

حضرت مسور بن مخرمہؓ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فتح مکہ کے بعد ابوجہل کی بیٹی جویریہ سے نکاح کرنا چاہا۔ یہ معاملہ جب رسول اللہ ﷺ کے علم میں آیا تو آپ ﷺ نے بر سرِ منبر اور علی الاعلان ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے تین بار یہ بات ارشاد فرمائی کہ میں بنوہشام بن المغیرہ کو اجازت نہیں دوں گا الّا یہ کہ ابوطالب کا بیٹا میری لختِ جگر کو طلاق دے دے اور ان کی بیٹی سے نکاح کرلے۔ فاطمہؓ میرے جگر کا ٹکڑا ہے جو اسے بے قرار کرے گا، وہ مجھے بے قرار کرے گا، جو اسے اذیت پہنچائے گا، وہ مجھے اذیت پہنچائے گا۔ میں حلال کو حرام اور حرام کو حلال نہیں ٹھہراتا مگر بخدا اللہ کے رسول اور اللہ کے دشمن کی بیٹی کبھی جمع نہیں ہوں گی۔ حضور ﷺ کی ناراضگی کا یہ عالم دیکھ کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔[25]

نبی کریم ﷺ کے جذبات واحساسات صرف اہل بیت کے لئے ہی مخصوص نہ تھے بلکہ دیگر مسلمان خواتین کے حوالے سے بھی آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر انسانی جذبات واحساسات کا برملا اظہار فرمایا۔ معروف سیرت نگار علامہ ابن سعدؒ اور علامہ ذہبیؒ نے ثقہ راویوں سے نقل کیا ہے کہ غزوہ موتہ کے موقع پر جب آپ ﷺ کو اپنے محبوب اور آزاد کردہ غلام حضرت زید بن ثابتؓ اور ان کے ساتھیوں کی شہادت کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ ان کے گھر تشریف لے گئے۔ ان کی بیٹی سے ملاقات ہوئی تو وہ آپ ﷺ کو دیکھ کر فرطِ جذبات سے رونے لگی۔ اس وقت آپ ﷺ کے ضبط کا بندھن بھی ٹوٹ گیا اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ یہ غمناک منظر دیکھتے ہوئے حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا:

هذا شوق الحبيب الى حبيبه۔[26]

یہ ایک محب کا اپنے محبوب کی طرف قدرتی شوق ہے۔

ایک شخص نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی روداد اس طرح بیان کی: یارسول اللہ! ہم جاہلیت کے لوگ تھے، بتوں کو پوجتے تھے اور اولاد کو مار ڈالتے تھے۔ میری ایک بیٹی تھی جب میں اس کو بلاتا تو فرطِ محبت سے دوڑ کر میرے پاس آتی۔ ایک دن میں نے اسے زندہ درگور کرنے کے ارادے سے بلایا تو وہ اسی طرح طرح خوشی خوشی چلی آئی۔ بچے جس طرح باپ کے پیچھے پیچھے دوڑتے

ہیں، وہ میرے پیچھے آنے لگی۔ میں ایک کنویں کے پاس پہنچا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر کنویں میں ڈال دیا۔ وہ یا ابتاہ یا ابتاہ ابو جان ابو جان کہہ کر مجھے پکارنے لگی۔ یہ اس کی زندگی کی آخری آواز تھی۔ یہ واقعہ سن کر آپ ﷺ پر رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ حاضرین میں سے کسی نے راوی کو ملامت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو۔ آپ ﷺ نے اس شخص سے دوبارہ یہ واقعہ سنانے کا کہا اور اس قدر روئے کہ آنسو بہہ کر ریش مبارک تک آ گئے۔[27]

کسی بھی خوشی کی، دل کو اچھا لگنے والی یا عجیب بات پر ہنسی آ جانا ایک طبعی امر ہے۔ نبی کریم ﷺ بھی اس انسانی فطرت سے مبّرا نہ تھے۔ اگرچہ عام طور پر آپ ﷺ کا ہنسنا تبسم فرمانے کی حد تک ہی ہوتا تھا، کھلکھلا کر ہنسنا عام معمول نہ تھا۔ تاہم بعض مواقع پر آپ ﷺ اپنی خوشی اور حیرت پر قابو نہ رکھتے ہوئے کھلکھلا کر بھی ہنسے۔ اسی طرح آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر ازواج مطہرات اور خواتین کے حوالے سے خوشی و تحسین کے جذبات کا بھی اظہار کیا۔ غزوہ بنی مصطلق سے واپسی پر جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے پروپیگنڈہ کیا گیا تو آپ ﷺ کو اس واقعے کا بہت صدمہ اور رنج ہوا۔ جب اللہ عزوجل کی طرف سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا اعلان ہوا تو آپ ﷺ کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ جب اللہ نے میری براءت کا قیامت تک کے لئے اعلان کرتے ہوئے باقاعدہ وحی نازل فرمائی، تب نبی اکرم ﷺ انہی کے پاس حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر میں موجود تھے۔ وحی کی کیفیت دور ہونے کے بعد آپ ﷺ کی سرور کی حالت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا ان الفاظ میں بیان فرماتی ہیں:

انی لاتبین السرورفی وجھه وھویمسح جبینه و یقول ابشری یاعائشةفقد انزل الله براءتک۔[28]

میں دیکھتی ہوں کہ خوشی کی لہر آپ ﷺ کے چہرے پر دوڑ گئی اور آپ ﷺ اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ رہے ہیں اور فرماتے ہیں: اے عائشہ! تمہیں خوشخبری ہو بے شک باری تعالیٰ نے تمہاری براءت نازل فرما دی ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ وہ گھر کے کسی کام میں مشغول تھیں اور آپ ﷺ اپنا جوتا مبارک مرمت فرما رہے تھے تو اس دوران آپ ﷺ کے رخِ انور سے پسینہ بہنے لگا اور پسینے کے ان قطروں سے ایک روشنی نمودار ہونے لگی تو میں ہکّا بکّا رہ گئی۔ اللہ کے رسول ﷺ نے میری طرف دیکھا تو دریافت فرمایا: کیا ہوا کہ تم اس قدر حیران نظر آ رہی ہو؟ اس پر میں نے عرض کیا کہ بات دراصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی پیشانی سے پسینہ بہہ رہا ہے اور یہ پسینہ ایک نور بکھیر رہا ہے۔ اگر اس وقت آپ ﷺ کو معروف عرب شاعر ابو کبیر الہذلی دیکھ لیتا تو وہ جان لیتا کہ اس کے اشعار کے سب سے زیادہ آپ ﷺ ہی حق دار ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ابو کبیر کیا کہتا ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، وہ کہتا ہے:

ومبرء من کل غیر حیضة — وفساد مر ضعة وداء مغیل

فاذا نظرت الی اسرہ وجھه — برقت کبرق العارض المتھلل

اور وہ ہر قسم کے حیض کی خرابی، دودھ پلانے والی کے بگاڑ اور بحالت حمل دودھ پلانے کی بیماری سے مبرا ہے۔ جب تو اس کی پیشانی کے خطوط کو دیکھے گا تو وہ ایسے چمک رہے ہوں گے جیسے خوشی سے دمکتے چہرے پر روشنی ہوتی ہے۔

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: یہ سن کر آپ ﷺ میری طرف بڑھے اور میری دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ لیا اور فرمایا: اے عائشہ! اللہ آپ کو میری طرف سے جزائے خیر عطا فرمائے۔ حقیقت یہ ہے کہ تو میرے نظارے پر اتنی خوش نہ ہو گی جتنی خوشی مجھے تیرے ان اشعار پر پہنچی ہے۔[29]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ کے رسول ﷺ غزوہ تبوک یا غزوہ خیبر سے واپس تشریف لائے تو ان کے طاقچہ

کے سامنے پردہ لٹکا ہوا تھا۔ ایک دن تیز ہوا سے اس پردے کا کونا کھل گیا جس سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے کھلونوں میں موجود گڑیاں نظر آنے لگیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: عائشہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا: یہ میری گڑیاں ہیں۔ آپ ﷺ نے ان کے درمیان ایک گھوڑا بھی ملاحظہ فرمایا جس پر کپڑے کے پیوند سے دو پر بھی بنے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: یہ کیا ہے؟ تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا کہ یہ گھوڑا ہے۔ آپ ﷺ نے اس کے پر دیکھ کر تعجب سے فرمایا کہ کیا گھوڑے کے بھی پر ہوتے ہیں؟ اس پر انہوں نے کہا: کیا آپ نے نہیں سنا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے گھوڑے کے پر تھے؟ فرماتی ہیں کہ میرے اس جواب پر آپ ﷺ بے ساختہ اس قدر ہنسے یہاں تک کہ میں نے آپ ﷺ کے آخری دانت (داڑھ) دیکھ لئے۔[30]

نبی کریم ﷺ کی حیاتِ طیبہ کے ان واقعات سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپ ﷺ خواتین کے جذبات و احساسات کا کس قدر پاس رکھنے والے تھے۔ ان کی تعریف و ستائش، تکریم و تحریم اور دل بستگی کا آپ ﷺ مکمل خیال رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کا یہ طرزِ عمل اپنے ساتھ مختلف رشتوں میں وابستہ خواتین کے لئے ہی مخصوص نہ تھا بلکہ نبی ہونے کے ناطے امت کی تمام خواتین کے ساتھ آپ ﷺ کے حسنِ سلوک کا یہی عالم تھا۔ آپ ﷺ ان کی تعلیم و تربیت، عفت و عصمت، مقام و مرتبہ، اخلاق و کردار پر خصوصی توجہ دیا کرتے تھے۔ زمانہ جاہلیت میں خواتین کے حقوق اور مقام و مرتبہ کے حوالے سے جو افراط و تفریط رائج تھی۔ اسلام نے بطور مذہب اس کا خاتمہ کیا اور خواتین کو ہر رشتے و تعلق میں تکریم کا مقام عطاء فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خواتین و مرد کو بطور انسان برابر کے حقوق دیئے جانے پر اس کا عملی نمونہ آپ ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں امت کے لیے اسوہ حسنہ کی صورت چھوڑا۔ آپ ﷺ نے قول، فعل اور عمل سے خواتین سے جذبات و احساسات کا مکمل خیال رکھا اور ان کے ہر موقع اور مقام پر خصوصی قدر و منزلت کی۔

نتائج بحث

- نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بہت حساس دل سے نوازا تھا۔ ایسا دل جو ہر کسی کی خوشی، راحت سے خوش اور غم و تکلیف میں بے قرار ہو جاتا تھا۔
- آپ ﷺ نے مختلف مواقع پر اپنے جذبات کا زبان اور طرزِ عمل سے اظہار فرمایا۔ اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر، اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر دل کے غم کا آنسوؤں کی صورت اظہار فرمایا۔
- اپنی حقیقی والدہ، رضاعی ماؤں اور حضرت ابو طالب کی اہلیہ حضرت فاطمہ بنت اسدؓ جنہوں نے اپنے شوہر کے ہمراہ آپ ﷺ کی کفالت کی، ان کے تمام عمر احسان مند رہے اور ان کے لئے تعریفی کلمات ادا فرماتے رہے۔
- بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا کی رفاقت و محبت اور ان کے احسانات کا آپ ﷺ کو سدا پاس رہا۔ ان کی وفات کے بعد بھی نہایت محبت سے ان کا تذکرہ فرماتے تھے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کو بہت محبت تھی، اس محبت کا بھی نہایت خوبصورتی سے الفاظ و عمل ہر دو طرح سے اظہار فرمایا۔
- اولاد میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کو نہایت درجہ عزیز تھیں۔ ان سے اور ان کی اولاد سے محبت کا والہانہ اظہار فرماتے تھے۔

حوالہ جات وحواشی

1 محمد یونس خالد، ڈاکٹر، **تعمیر شخصیت**، (لاہور: مکتبہ تعمیر انسانیت، سن ندارد)، ص20۔

2 Frijida, N. H., **The Emotions**, (Cambridge: Cambridge University Press, 1986), P. 78-79.

3 Plutchik R, **A General Psych evolutionary theory of Emotion in Emotion Theory**, (Research and Experience Academic Press, 1980), P. 148.

4 سی۔اے قادر، پروفیسر ڈاکٹر، **نفسیات**، (لاہور: عزیز بک ڈپو، اردو بازار 2006ء)، ص143۔

5 عبد الحمید صدیقی، پروفیسر، **رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے چند جذباتی لمحات**، مشمولہ: قائد انسانیت، مرتب: سلیم احمد فاروقی، (لاہور: اسلامک انٹرنیشنل پبلشرز، 1981ء)، ص161-162۔

6 احمد بن حنبل، امام، **مسند احمد**، (سعودی عرب: دار المنار، 1411ھ)، رقم الحدیث: 20014۔

7 حافظ محمد سعد اللہ، ڈاکٹر، **نبی رحمت ﷺ کی شخصیت**، (لاہور: دار الکتاب، 2023ء)، ص23-25۔

8 ابن سعد، ابو عبد اللہ محمد بن سعد بن منیع، **الطبقات الکبریٰ**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 2001ء)، 1/55۔

9 ابو الحسن علی ندوی، مولانا، **نبی رحمت**، (لکھنؤ: مجلس تحقیقات ونشریات اسلام، 1978ء)، ص601۔

10 القسطلانی، ابو عباس شہاب الدین احمد بن محمد، **المواہب اللدنیۃ**، (بیروت: المکتبۃ الاسلامی، سن ندارد)، 1/184۔

11 ابن کثیر، عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر، **السیرۃ النبویۃ**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1999ء)، 4/642۔

12 السیوطی، جلال الدین عبد الرحمٰن بن ابی بکر، **الخصائص الکبریٰ**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1410ھ)، 1/103۔

13 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 1/53۔

14 قاضی عیاض، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ، **الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ**، (الامارات العربیۃ المتحدۃ: مکتبۃ الثقافۃ، 2013ء)، 1/243۔

15 ابن الاثیر، ابو الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد، **الکامل فی التاریخ**، (بیروت: دار صادر، 1948ء)، 1/418۔

16 المقریزی، تقی الدین احمد بن علی، **امتاع الاسماع**، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1999ء)، 1/09۔

17 ابن عبد البر، یوسف بن عبد اللہ، **الاستیعاب بالمعرفۃ الاصحاب**، (مصر: مکتبۃ النہضۃ، 1998ء)، 1/28۔

18 ابن حجر، شہاب الدین ابو الفضل احمد بن محمد، **الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1997ء)، 4/2600۔

19 الیعقوبی، احمد بن ابی یعقوب، **تاریخ الیعقوبی**، (بیروت: مؤسسۃ الاعلیٰ للمطبوعات، 1981ء)، 1/336۔

20 ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث، **السنن**، (بیروت: دار الفکر، 2014ء)، کتاب الجہاد، باب فی فداء الاسیر بالمال، رقم الحدیث: 2692۔

21 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، (ریاض: دار السلام، 2009ء)، کتاب النکاح، باب دخول الرجل علیٰ نسائہ فی الیوم، رقم الحدیث: 644۔

22 ابن عبد البر، **الاستیعاب بالمعرفۃ الاصحاب**، 4/895۔

23 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب المناقب، باب مناقب قرابۃ رسول اللہ ﷺ، رقم الحدیث: 3715۔

24 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 8/253۔

25 الترمذی، محمد بن عیسیٰ، **جامع الترمذی**، (ریاض: دار السلام، 2014ء)، کتاب المناقب، باب ماجاء فی فضل فاطمۃؓ، رقم الحدیث: 3836۔

26 ابن سعد، **الطبقات الکبریٰ**، 3/27۔

27 الدارمی، عبد اللہ بن عبد الرحمٰن، **السنن**، (بیروت: دار الکتاب العربی، 1407ھ)، باب ما کان علیہ الناس قبل مبعث النبی، رقم الحدیث: 2208۔

28 البخاری، **الجامع الصحیح**، کتاب التفسیر سورہ النور، باب قولہ ان الذین، رقم الحدیث: 2253۔

29 البیہقی، ابو بکر احمد بن الحسین، **السنن الکبریٰ**، (بیروت: دار الفکر، 1419ھ)، رقم الحدیث: 15427۔

30 ابو داؤد، **السنن**، کتاب الادب، باب فی اللعب بالبنات، رقم الحدیث: 4932۔